فقہ حنفی کی سند

مولانا عبدالمالک صاحب
مرکزی الدعوۃ الاسلامیہ، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

مناقب کی کتابوں میں اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں، الغرض مختلف اسلامی شہروں کے تابعین کی بڑی جماعت کے واسطے سے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد اماموں نے صحابہ کرامؓ کے علوم ومعارف (قرآن، سنت، فقہ) جوانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست حاصل کئے ہیں، اور جو ان کے ارشادات وتعلیمات کے تہہ میں پہنچ کر نکالے ہیں اس سلسلے میں ان کی سند ایک نہیں، بے شمار ہیں، البتہ جس سند سے انہیں قرآن وسنت اور فقہ کا سب سے زیادہ علم حاصل ہے، یہ وہ سند ہے جس کا امام شمس الدین ذہبیؒ نے ذکر کیا، اور جس کی انتہا حضرت عبداللہؓ اور خلیفۂ راشد حضرت علی ابن طالبؓ پر ہوتی ہے۔

(۴)......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جن صحابیوں کے واسطے سے ائمہ حنفیہ کے پاس قرآن وسنت اور فقہ کا علم زیادہ پہنچا ہے یا یوں کہئے کہ فقہ حنفی پر جن کا اثر زیادہ ہے، ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حبر الامۃ وترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی لئے خلیفہ ابوجعفر منصور کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے علم کن سے اور کن کے واسطے سے حاصل کیا؟ امام صاحب نے انہی چار حضرات کا نام ذکر کیا۔ یہ سن کر ہی منصور کی زبان سے نکلا تھا:

''بخ بخ! استوثقت ماشئت یا أباحنیفة، الطیبین الطاہرین المبارکین، صلوات اللہ علیہم'' (تاریخ بغداد: ج۱۳ص۳۴)

(۵)......ظاہر ہے کہ ان حضرات کو خاص طور پر اسی لئے ذکر کیا گیا کہ ان کے واسطے سے امام صاحب کو قرآن سنت اور فقہ کا علم دوسرے واسطوں کی بنسبت زیادہ ملا۔ ورنہ کتاب الآثار جو حدیث وفقہ پر امام ابوحنیفہ کی سب سے چھوٹی کتاب ہے اور جس کا سب سے چھوٹا نسخہ وہ ہے جسے امام محمد ابن الحسن الشیبانی نے روایت کیا ہے اسی میں مذکورہ حضرات

کے علاوہ بہت سے اکابر صحابہ کی احادیث وآثار موجود ہیں۔ امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل کے استاذ حدیث، فقہ اور علم باطن کے امام ابوسعید خلف بن ایوب (م-۲۰۵ھ) نے سچ فرمایا:

''صار العلم من الله تعالىٰ الى محمد صلى الله عليه وسلم ،ثم صار الى اصحابه، ثم صار الى التابعين ، ثـم صـار الى ابى حنيفة واصحابه، فمن شاء فليرض، ومن شا فليسخط ''(تاریخ بغداد: ج۱۳ص۲۳۲، مکانۃ الامام ابی حنیفۃ فی الحدیث: ص۳۳-۳۶)

چنانچہ امام صاحبؒ ہی نے اپنے امام شاگردوں کو لے کر سب سے پہلے علم وحی کی مبوب اور مفصل تدوین کی اور فقہ مدلل کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کی سہولت کے لئے فقہ مجرد کی تدوینکی بھی بنیاد ڈالی اور پھر دوسرے اماموں نے بھی تدوین کی، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی نقل کے مطابق یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ:

" من مناقب ابی حنيفة التي انفرد بهاأنه أول من دوّن علم الشريعة ورتبه أبو ابا، ثم تبعه مالك بن أنس فـي "الـمـوطـا" وسفيان الثورى في" جامعه "ولم يسبق أبا حنيفة أحد"(تبييض الصحيفة في مناقب الامام الاعـظـم ابـى حـنـيـفـة" ،جـلال الـديـن السيـوطـى، عـقـود الجمان فى مناقب الامام الاعظم أبى حنيفة النعمان"محمد بن يوسف صالحى)

(۷)......متوارث فقہ کی تدوین اور فقہ کے جس حصہ کا تعلق ان حوادث وجدید مسائل سے ہے جو دورہ صحابہ وکبار تابعین کے بعد سامنے آئے ان کے استنباط واستخراج کے سلسلے میں امام صاحب کو کیا کیا کام انجام دینے پڑے، اس بارے میں انہوں نے کتنی محنتیں کیں اور کیا کیا کارنامے انجام دیئے، وہ بحث مستقل مقالہ بلکہ کتاب کا موضوع ہے، اس وقت میں صرف امام صاحب ہی کی زبانی اس بات کے بیان پر اکتفا کروں گا کہ فقہ وفتویٰ کے بارے میں ان کا اصل الاصول کیا تھا؟

متعدد صحیح سندوں سے امام صاحب سے یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

'' انـى آخذ بكتاب الله اذا وجدته، فمالم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله والآثار الصحاح عنه التي فشت فـي أيـدي الثـقـات عـن الثـقـات، فـاذالـم أجـد في كتاب الله ولا سنة رسول الله، أخذت بقول أصحابه، من شئت و أدع قول من شئت ، ثم لاأخرج عن قولهم الى قول غير هم''

اس بارے میں متعدد صحیح سندوں سے امام ابوحنیفہؒ سے جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......میں مسئلے کا حل جب کتاب اللہ میں پڑھتا ہوں تو وہیں سے لیتا ہوں۔

(۲)......وہاں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی صحیح حدیثوں سے لیتا ہوں، جو ثقات کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہیں۔ صحیح حدیث ہمارے سر آنکھوں پر ہے، اسے چھوڑ کر ہم کسی اور طرف نہیں جاتے۔

(۳)......وہاں نہ ملے تو اقوال صحابہؓ کی طرف رجوع کرتا ہوں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے سامنے رائے اور قیاس نہیں چل سکتے، ہاں جہاں صحابہؓ میں اختلاف ہوجائے وہاں جن کی بات اجتہاد کی روشنی میں کتاب وسنت کے قریب تر معلوم ہوتی ہے اس کا انتخاب کرتا ہوں۔

(۴)......وہاں بھی نہ ملے تو اجتہاد سے مسئلہ کا حل نکالتا ہوں، تاہم تابعین کے متفقہ فیصلے سے میں خروج نہیں کرتا۔

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء، ص: ۲۶۱، ابن عبدالبر، ۲۶۴، ۲۶۷)،فضائل أبی حنیفة، ابوالقاسم ابن أبی العوام (مخطوط)، اخبار أبی حنیفه واصحابه،ابو عبدالله الصمیری ۴۳۶ھ، ص: ۱۳-۱۵)،(تاریخ بغداد خطیب بغدادی: ج ۱۳ ص۱۶۸تا ۱۷۷)،(مناقب الامام أبی حنیفة، موفق المکی :ج ۱ص ۷۴-۱۵۵)

تدوین فقہ متوارث اور استخراج فقہ جدید کے بارے میں امام صاحب کی زبانی جو اصول پیش کیے گئے، یہ ہی اہل سنة والجماعت کے جملہ اماموں کے متفقہ اصول ہیں۔ اور کوئی فقہ ''اسلامی فقہ'' تب ہی بن سکتی ہے جب اس کا اساس ایسا ہو جیسا امام صاحب نے بتایا ہے، فقہ کی تدوین واستخراج میں امام صاحبؒ ان اصول کی پابندی کہاں تک کرسکے یہ آپ انہی کے معاصر مسلّم اماموں سے سنیں جو تفسیر حدیث وفقہ سب ہی علوم میں امام تھے۔

امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''کان أبوحنیفة شدید الأخذ للعلم ، ذاباً عن حُرُم الله أن تستحل ،یأخذ بماصح عنده من الأحادیث التي کان یحملها الثقات، وبالآخر من فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم ،وبما أدرك علیه علماء الکوفة''

ابوحنیفہ علم کی تحصیل وطلب کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ (وہ دین کے پہرہ دار تھے) دین کا دفاع کرنے والے تھے کہ مبادا اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی، کوئی چیز حلال سمجھی جانے لگے، یا حلال کی طرح اس کا ارتکاب ہونے لگے، جو صحیح حدیثیں ان کے نزدیک صحیح ہوتی تھیں جنہیں ثقات بیان کرتے چلے آتے ہیں ان پر وہ عمل کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آخری عمل ہوتا تھا اس پر عمل کرتے تھے۔ اور علماء کوفہ کو انہوں نے جس عمل اور جس نہج پر پایا اس پر برقرار رہے۔ (کہ وہ ہی عہد صحابہؓ سے ان کے ہاں متوارث عمل اور متوارث نہج تھا)، (الانتقاء ابن عبدالبر ص ۲۶۴ ،فضائل أبي حنیفة ، ابن أبي العوام ص :۲۲ مخطوط)

اس منہج پر جو فقہ تدوین ہوئی اس کا معیار اور اس کی مقبولیت کا ہلکا سا اندازہ امام شافعیؒ کے اس ارشاد سے ہوسکتا ہے:

''الناس عیال علی أبي حنیفة في الفقه''

مزید فرمایا: ''ماطلب أحد الفقه الاکان عیالا علیٰ أبي حنیفة'' (فضائل أبي حنیفة ابن أبي العوام ،ص :۱۷)

جب اس فقہ کا اصل مدار ہی حدیث وسنت پر ہے اس لئے حدیث سے اس کا تعلق کتنا مستحکم ہوگا وہ عیاں از بیان ہے، امام عبداللہ ابن المبارکؒ نے سچ فرمایا ہے:

"لاتقولو: رائي أبي حنيفة، ولكن قولوا: تفسير الحديث "یعنی (فقہ حنفی کو محض) فقہ یا رائے نہ کہو یہ تو حدیث کی تفسیر ہے۔(فضائل أبي حنيفة، ابن أبي العوام ص:٢٣)

ائمہ اسلام نے امام ابوحنیفہؒ کی اس عظیم خدمت کی قدر دانی فرمائی ہے اور امت کو اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔اور اس کی ناشکری سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے دادا استاد امام عبداللہ بن داؤد الخریبی (١٢٦-٢١٣ھ) نے تو یہاں تک فرمایا:

"يجب على أهل الاسلام أن يدعواالله لأبى حنيفة في صلاتهم قال وذكر حفظه عليهم السنن والفقه۔

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ کے لئے دعا کریں کیونکہ آپ (امام) نے ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وسنن اور فقہ کو محفوظ کر دیا ہے۔(تاریخ بغداد: ج ١٣ص ٣٤٤، تہذیب الکمال ابوالحجاج مزی: ١١٢٠) اور اگر کسی نے اس عظیم خدمت کی ناقدری کی ہے تو اس کا منشاء کیا ہو سکتا ہے وہ بھی آپ امام موصوف کی زبانی سنیں:

"الناس عندى في أبي حنيفة حاسد وجاهل، وأحسنهم حاله عندي الجاهل"

یعنی ابوحنیفہ کی شکایت کرنے والے دو قسم کے ہیں، کوئی حسد کی وجہ سے کہتا ہے اور کوئی ان کے مقام سے اور ان کی باتوں سے بے خبری کی وجہ سے کہتا ہے، جس کا سببِ شکایت یہ آخری وجہ ہے میرے نزدیک نسبتاً وہی بہتر ہے۔

امام ابوحنیفہؒ تک سلسلۂ اسناد: اب حسب وعدہ میں، ہم سے لے کر امام ابوحنیفہؒ تک فقہ کی بے شمار سلسلۂ اسناد میں سے برائے نمونہ صرف ایک سند پیش کروں گا، اختصار کے پیش نظر، میں سلسلہ وار رجال اعلام کا نام لکھتا جاؤں گا، جس کا نام پہلے آئے گا وہ شاگرد اور بعد والا نام استاد کا ہوگا۔

حاملین علم سے امانت علم حاصل کرنے کے مختلف مسلم طریقے ہیں جو اصول حدیث اور اصول فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، اس سلسلۂ اسناد کے ہر تحتانی شخص نے اپنے فوقانی (اوپر والے سے) انہی مسلم طریقوں میں سے کسی ایک یا ایک سے زائد طریقے سے فقہ کا علم بلکہ فقہ کی بنیاد، قرآن وحدیث کا علم بھی حاصل کیا ہے۔ جس کی تفصیل علم الاسناد کی ان کتابوں میں مذکور ہے جنہیں "ثبت"، "برنامج"، "فہرس" اور "معجم"، "مشیخہ" وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سلسلۂ اسناد کے ان اعلام کا تذکرہ اور ان کی علمی وعملی زندگی کی تاریخ اسماء رجال، تراجم، طبقات اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اگر میں صرف ایک ہی سلسلۂ سند کے اعلام کے بارے میں تفصیلات لکھنے جاؤں تو مستقل ایک سند کی کتاب بن جائے، اس لئے سر دست صرف سلسلۂ اسناد کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ سمجھ دار اور انصاف پسند لوگوں کے لئے اتنا ہی کافی ہوگا، البتہ ان اعلام میں اکثر کتب کے مصنفین ہیں اس لئے بعض حضرات کی بعض کتابوں کے ناموں کی طرف اشارہ کر دوں گا، تاکہ فقہ کی معروف کتابوں تک ہماری جو سندیں ہیں ان کا ایک نمونہ

بھی سامنے آجائے۔

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے زمانہ کے بہت سے اکابر ومشائخ سے بندے (محمد عبدالمالک بن شمس الحق کملائی) کو علم ودین حاصل کرنے کی توفیق ہوئی جن حضرات سے حدیث وفقہ کا علم زیادہ حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا، ان میں سے ایک اہم شخصیت عالم اسلام کے بہت بڑے محدث وفقیہ شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ (۱۳۳۶ھ-۱۴۱۷ھ) کی ہے جو جنت البقیع میں مدفون ہیں، میں تبرکاً اپنا سلسلۂ اسناد ان ہی کے واسطے سے ذکر کرتا ہوں:

(۱)...... عبدالفتاح ابوغدۃ، (۲)...... محمد زاهد بن الحسن الكوثري، (۳)...... ابراهيم حقي الاكيني، (٤)...... علاء الدين بن عابدين الشامي، (٥)...... امين بن عابدين الشامي (ردالمختار معروف بفتاوی شامی کے مصنف)، (٦)...... هبة الله البعلي، (٧)...... صالح بن ابراهيم الجينيني، (٨)...... محمد بن علي المكتبي، (٩)...... عبدالغفار مفتي القدس، (١٠)...... محمد بن عبدالله الغزي (تنوير الابصار کے مصنف)، (١١)...... زين بن نجيم (البحر الرائق کے مصنف)، (١٢)...... احمد بن يونس ابن الشلبي ("شرح الكنز" کے مصنف)، (١٣)...... عبدالبر بن الشحنة (شرح الوهبانية کے مصنف)، (١٤)...... كمال الدين ابن الهمام (هداية کی شرح، فتح القدير کے مصنف)، (١٥)...... سراج الدين عمر بن علي قارئ الهداية، (١٦)...... اكمل الدين محمد البابرتي (العناية کے مصنف)، (١٧)...... قوام الدين محمد بن محمد الكاكي (معراج الدراية کے مصنف)، (١٨)...... حسن بن علي الشغناقي (النهاية کے مصنف)، (١٩)...... حافظ الدين ابوالبركات النسفي (كنز الدقائق کے مصنف)، (٢٠)...... محمد بن عبدالستار الكردري، (٢١)...... برهان الدين ابوالحسن علي المرغيناني (هدايه کے مصنف)، (٢٢) نجم الدين عمر النسفي، (٢٣)...... خلف بن احمد العزير، (٢٤)...... ابوعبدالله محمد بن علي الدامغاني، (٣٠)...... ابوالحسين القدوري (مختصر القدوری کے مصنف)

صاحب ہدایہ ابوالحسن المرغینانی کے بہت سے اساتذہ میں سے ایک استاذ "الصدر الشہید عمر بن عبدالعزیز بن مازہ" بھی ہیں جو مصنف "المحیط البرہانی" کے عم مکرم تھے، وہ اپنے والد برہان الائمۃ عبدالعزیز بن مازہ سے روایت کرتے ہیں، وہ شمس الائمۃ السرخسي سے روایت کرتے ہیں جو "المبسوط شرح مختصر الحاکم" کے مصنف ہیں، شمس الائمۃ السرخسي کے خاص استاد شمس الائمۃ الحلوانی ہیں۔

صاحب ہدایہ کے استاذ نجم الدین عمر النسفی کے اساتذہ کی تعداد پانچ سو پچاس ہے، جن کے تراجم پر انہوں نے خود مستقل کتاب لکھی ہے، سند کا اگلہ سلسلہ ان کے استاد، صدر الاسلام بزدوی کے واسطہ سے ذکر کرتا ہوں:

(٢٣)......ابوالبر صدر الاسلام البزدوي، (٢٤)...... اسماعيل بن عبدالصادق الخطيب البياري،

(٢٤)......عبدالكريم بن موسى البز دوي، (٢٥)...... ابو منصور الماتريدي، (٢٦)......ابوبكر احمد بن اسحاق الجوزجاني، (٢٧)...... ابو سليمان موسى بن سليمان الجوز جاني، (٢٩)...... محمد بن الحسن الشيباني،(٣٠)...... أبوحنيفة النعمان بن ثابت

نمبر۲۳ میں ذکرشدہ، ابوالیسر صدرالاسلام بزدوی اور شمس الائمۃ سرخسی دونوں ہی کے مشائخ میں شمس الائمۃ الحلوانی بھی ہیں۔ان کا ایک سلسلہ حسب ذیل ہے:

(٢٤)......شمس الائمة الحلواني،(٢٥)أبوبكر محمد بن عمر بن حمدان، (٢٦)...... أبوابراهيم محمد بن سعيد اليزدى، (٢٧)...... أبوجعفر الطحاوي، (٢٨)......بكار بن قتيبه البصري، (٢٩)......هلال بن يحيى البصري (هلال الرأي)، (٣٠)...... أبو يوسف القاضي اور زفربن الهذيل البصري۔ یہ دونوں امام ابوحنیفہ کے صنف اول کے شاگردوں میں سے ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے سینکڑوں اساتذہ ہیں جن سے انہوں نے حدیث، اور فقہ کا علم حاصل کیا۔جن کی صحبت انہوں نے سب سے زیادہ اٹھائی ہے، وہ ہیں:

(٣١)...... حماد بن أبي سليمان،(٣٢)...... ابراهيم النخعي، (٣٣)...... أسود، علقمة اور أبوعبدالرحمن السلمي وغيرهم، (٣٤) عبدالله بن مسعود، عمر بن الخطاب ، علي بن أبي طالب، عائشة الصديقة بنت الصديق رضى الله عنهم اور دیگر صحابۂ کرام جنہوں نے علم وحی خاتم النبیین وسید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے، جن کے بارے میں رب العالمین نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ومانيطق عن الهوى ان هوالاوحي يوحى﴾

اخیر میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کرتا ہوں کہ جب اس ذات پاک نے محض اپنی رحمت سے یہ اور اس طرح کے دیگر نورانی سلسلوں (جن سے ہم قرآن، حدیث وسنت اور ان سے ماخوذ ومستخرج علوم کی روایت کرتے ہیں) کے ساتھ ہمیں جوڑ دیا ہے، تو پھر ہمیں اس سلسلہ کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس نورانی قافلہ کے اخلاق جو نبوی اخلاق کا پرتو ہیں سے ہمیں متخلق بنادیں اور محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں تاموت "ماأناعليه وأصحابي" پر ثابت قدم رکھیں۔(آمین)

نوٹ: مذکورہ سند اور دوسرے بے شمار سندوں کے لئے اثبات اور طبقات الفقہاء کی کتابیں، نیز فقہ کی مبسوط کتابوں کے مقدمات اور خواتم طرف رجوع کرنا ہوگا، مذکورہ سند کے لئے خاص پر "التحرير الوجيز" تكلمه ردالمحتار، ردالمحتار، عقود اللالي، الجواهر المضية اور الفوائد البهية کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے، آخرالذکر دونوں کتابوں میں، سلسلہ میں مذکور فقہاء کے تراجم غور سے پڑھنا ضروری ہے۔والا لايتبين مواضع السقط والتحريف، التي نشات لاجل غفلة الناسخين والطابعين ....☆